مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللہ مرقدہٗ کا مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' شارع رائیونڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری ومقبول فرمائے ، آمین ۔ (ادارہ)

دوسروں کے اعمال کا تم سے سوال نہ ہوگا ! بقدرِ امکان حسنِ ظن رکھنا چاہیے !
میدانِ جہاد میں پہرہ دار کے خاص اجر کی وجہ !
آدمی سے نہیں اُس کے برے کام سے نفرت کرو !

(درسِ حدیث نمبر ۱۲ ۲۵ ر ذوالقعدہ ۱۴۰۱ھ/ ۲۵ ر ستمبر ۱۹۸۱ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

ایک صحابی ہیں وہ نقل فرماتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے جنازے میں تشریف لے گئے فَلَمَّا وُضِعَ جب وہ جنازہ سامنے رکھا گیا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا لَا تُصَلِّ عَلَیْہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اس کی نماز جناب نہ پڑھائیں فَاِنَّہٗ رَجُلٌ فَاجِرٌ اس واسطے کہ یہ اچھا آدمی نہیں تھا ، یہ تو برا آدمی تھا ! فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلَی النَّاسِ جنابِ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے فَقَالَ آپ نے دریافت فرمایا ھَلْ رَاٰہُ اَحَدٌ مِّنْکُمْ عَلٰی عَمَلِ الْاِسْلَامِ کیا تم میں سے کسی نے اسے کوئی اسلامی کام کرتے دیکھا ہے ؟ فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (ایک صاحب نے عرض کیا) میں نے دیکھا ہے اسے حَرَسَ لَیْلَۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ایک معرکے میں اس نے رات کا پہرہ دیا تھا میدانِ جہاد میں !

فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اُس کی نماز پڑھا دی اور جنازے میں شرکت فرمائی، قبر پر تشریف لے گئے وَحَثّٰی عَلَیْہِ التُّرَابَ اس کی قبر پر مٹی ڈالنے میں خود شرکت فرمائی، مٹی خود بھی ڈالی اور یہ فرمایا اَصْحَابُکَ یَظُنُّوْنَ اَنَّکَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ تیرے ساتھی یہ سمجھتے ہیں کہ تو جہنمی ہے وَاَنَا اَشْھَدُ اَنَّکَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے ! پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سمجھایا قَالَ یَا عُمَرُ اِنَّکَ لَا تُسْأَلُ عَنْ اَعْمَالِ النَّاسِ تم سے قیامت کے دن لوگوں کے کاموں کے بارے میں سوال نہیں ہوگا کہ فلاں نے کیا کیا تھا ؟ یہ بات سن لو یہ نہیں ہوگا وَلٰکِنْ تُسْأَلُ عَنِ الْفِطْرَةِ [1]

لیکن تم سے سوال ہوگا اسلام کے بارے میں اور اگر دوسروں کے بارے میں سوال ہوگا بھی تو وہ بھی یہی ہوگا، ایمان کی گواہی دی یا نہیں دی، زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا ورنہ تم سے دوسروں کے بارے میں سوال نہیں ہوگا، تمہیں اپنے اوپر نظر رکھنی چاہیے، اپنے دین اور اپنے اعمال پر ! !

حضرت علیؓ کا واقعہ :

ہوتا ایسے ہے کہ بہت سی چیزیں انسان کی سمجھ میں یوں آتی ہیں کہ فلاں آدمی یہ غلط کر رہا ہے اور شبہ پیدا ہو جاتا ہے وہ شبہ تقویت پکڑ لیتا ہے !

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے روانہ فرمایا ایک جگہ وہاں ایک چیز اس طرح کی پیش آئی کہ دوسرے صحابہ کرام جو تھے انہیں شک گزرا اور وہ شک تقویت پکڑ گیا ! دلیل تھی، غلط کام تھا، ناجائز کام تھا (ان شک کرنے والوں میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ایک اور صحابی بھی تھے) ! یہ جب (آپ کو مدینہ میں) فتح کی اطلاع دینے آئے تو انہوں نے آکر یہ بتایا کہ ایسے ایسے ہوا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا ! گویا بالکل ناجائز ! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اگر انہوں نے ایسے کیا ہے تو ناجائز نہیں کیا بلکہ ان کو اس سے زیادہ کا حق تھا، ناجائز نہیں کیا ! !

حضرت علیؓ سے بغض مت رکھو :

پھر ان سے پوچھا کہ کیا تم حضرت علیؓ سے بغض رکھتے ہو ؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجہاد رقم الحدیث ۳۸۶۰

مجھے تو ان سے بغض ہے، طبیعت میں نفرت ہے ! آپ نے فرمایا کہ ان سے بغض مت رکھو، پھر یہ کہتے ہیں کہ بعد میں مجھے سب سے زیادہ محبت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوگئی ! اور وجہ بتائی ہے رسول اللہ ﷺ نے کہ بظاہر ایسی چیزیں ہوتی ہیں جن پر اعتراض ہو، حقیقتاً وہ نہیں ہوتیں، دیکھنے والا اعتراض کرنے والا جو بادی النظر میں دیکھے گا اگر اس کے مزاج میں غصہ ہو تو اعتراض کے الفاظ اس کے اسی طرح ہوں گے جیسے اس کا مزاج ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کر دیا کہ جناب اس کی نماز نہ پڑھیں ! اب ساری چیز سب کے سامنے تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منع کرنا سب صحابہ کرامؓ کے سامنے ہے اور جہاں رسول اللہ ﷺ ہوتے تھے وہاں سب سے زیادہ مجمع ہوتا تھا اور سمجھدار صحابہ کرامؓ ہر وقت ہوتے تھے اور سادہ لوح بھی ہوتے تھے کیونکہ صحابہ میں دونوں طرح کے ہیں، ایک وہ جو علماء کے درجے کے ہیں مفتیوں کے درجے کے ہیں قاضیوں کے درجے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانے میں بھی انہیں اجازت دی تھی کہ ہاں فتوی دے سکتے ہیں فیصلہ دے سکتے ہیں تو اس طرح کے لوگ جب موجود تھے اور اعتراض سب کے سامنے ہوا تو اس اعتراض کو اور اس بدگمانی کو دور کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے پورا سبق دیا اور پورا سبق یہ ہے کہ

برے عمل سے نفرت :

کسی آدمی سے نفرت نہیں کی جاسکتی، اس کے عمل کو برا دیکھ کر، عمل سے نفرت کی جاسکتی ہے اور وہ بھی وقتی ہوگی جب وہ چھوڑ دے تو وہ نفرت جاتی رہتی ہے ! ایک یہ (ہوئی) ! !

دوسرے یہ کہ کسی آدمی کو غلط کام کرتا ہوا دیکھ کر یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ بھی خراب ہوگا ! یہ فیصلہ کرنے کا حق نہیں لہٰذا نماز پڑھی جائے گی اس کی ! کوئی آدمی غلط کار بھی ہو جب مر جاتا ہے سب نماز پڑھتے ہیں اس کی ! !

''خودکشی'' کرنے والے کا جنازہ ؟

تو ایسی صورت میں کہا جاتا ہے کہ بڑے لوگ جو ہیں یا جنہیں لوگ بڑا سمجھتے ہیں جن کی لوگ پیروی بھی کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو جو بزرگ ہوں آپ کے علاقے میں، انہیں شریک نہ ہونا چاہیے

تا کہ لوگوں کو عبرت ہو کہ اس کے جنازے میں صرف رشتے دار ہی آئے ہیں باقی لوگ شریک نہیں ہوئے جیسے خودکشی کر کے کوئی مرتا ہے اس کے بارے میں یہ ہے تا کہ دوسروں کو سبق ہو اور نہ کریں ایسی حرکتیں تو یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ جب اس کا انتقال ہوا ہے تو وہ کوئی گناہ کرتے ہوئے نہیں مرا پھر اس کو یہ کہنا اور یہ سمجھ لینا کہ اس کی نماز نہ پڑھی جائے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کرنا کہ جناب نماز نہ پڑھیں، کسی چیز کو دیکھ لیا ہوگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے برا کام کیا ہے تو اس کا اظہار فرما رہے ہیں کہ یہ فاجر ہے اور جو گناہ کا کام دیکھا ہوگا وہ بھی اتنا بڑا نہیں ہوگا کیونکہ بہت بڑا گناہ اگر ہو تو اس کا پتہ دوسروں کو بھی چل جاتا ہے اور وہ ذکر کیا جاتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذکر فرما دیتے رسول اللہ ﷺ کو ! بہرحال ان کی نظر میں یہ تھا کہ وہ آدمی اچھا نہیں ہے ! !

آدمی اچھائی برائی میں بدلتا رہتا ہے :

آدمی تو بدلتے رہتے ہیں، اب اچھا ہے کل برا ہوگا ! اور آپ اچھا سمجھتے ہیں اور تھوڑے دنوں بعد دیکھتے ہیں وہ تو یہ ہوگیا وہ تو وہ ہوگیا ! تو جو اچھے ہوتے ہیں وہ بگڑتے رہتے ہیں، جو بگڑے ہوئے ہوتے ہیں وہ اچھے ہوتے رہتے ہیں ! !

برائی سے روکو ، دل میں نفرت نہ رکھو :

اس واسطے جس آدمی سے کوئی بری بات دیکھو اس کو ٹوک دو اس کو اچھی بات سمجھا دو ! بری بات سے منع کر دو، دل میں نفرت نہ رکھو، کیوں ؟ اس واسطے کہ یہ پتا نہیں ہے کہ یہ کل کو توبہ کر لے اور مجھ سے بھی اچھا ہو جائے ! اعتبار تو ہے خاتمے کا، اس کی خبر اور کسی کو ہو نہیں سکتی ! !

اس واسطے ایک اصول بنا دیا کہ تم کسی سے نفرت نہ رکھو کسی کو حقیر مت سمجھو ! کوئی آدمی برا کام کر رہا ہے ضرور منع کرو فرض ہے مگر اسے حقیر جان کر نہیں بلکہ اس لیے منع کرو کہ شریعت نے بتلایا ہے کہ بری بات سے روکتے رہو، اچھی بات بتلاتے رہو ! پھر اس کے بعد اس پر کتنا اثر ہوا کتنا نہیں ہوا اُس کا پیچھا کرنا یا اس کے بارے میں برا خیال جما لینا کہ ضرور خراب ہی آدمی ہے اور خراب ہی رہے گا یہ نہیں ہو سکتا !

یہ منع ہے ! تو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے دوسرا طریقہ اختیار فرمایا، آپ نے پوچھا کہ کسی نے اسے نیکی کرتے ہوئے دیکھا ہے ؟ تو (وہاں موجود لوگوں نے) بہت بڑی نیکی گنا دی اس کی ! ! !

جہاد میں پہرہ دینے والے کا اجر اور اس کی وجہ :

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو آدمی میدانِ جہاد میں پہرہ دیتا ہے اگر وہ مر جائے تو شہید ہو جائے گا ! تو مجاہد کا عمل تو جہاد ختم ہونے پر ختم ہو جاتا ہے لیکن مُرَابِطْ جو ہے، یہ جو پہرہ دے رہا ہے اس کا عمل پہرہ دینے کا یہ قیامت تک چلتا رہے گا جیسا کہ اب بھی پہرہ دے رہا ہے تو پہرہ دینے کی حالت میں جو مارا جاتا ہے اس کا اجر بہت زیادہ ہے تو پہرے کا بھی اجر بہت زیادہ ہے کیونکہ تھکے ہوئے سب ہوتے ہیں اور جو پہرہ دے رہا ہے تھکا ہوا وہ بھی ہے، ڈبل کام کر رہا ہے اور جو پہرہ دے رہا ہے وہ اپنے سے زیادہ ان کی حفاظت کر رہا ہے ! ذمہ داری اس کے سر آئی ہوئی ہے، پہرہ دے رہا ہے وہ اکیلا ہے وہ نشانہ بھی بن سکتا ہے ! تو پہرے کی ذمہ داری اس قسم کی ہے کہ یا آر یا پار ! اگر ذرا سی بھی غلطی ہوگئی تو سب کے سب ختم ! ! اس واسطے اللہ نے اس کا اجر بھی ڈبل رکھا اور اتنا زیادہ، فرماتے ہیں کہ جس وقت وہ مرا ہے تو پہرہ دیتے ہوئے شہید ہوا ہے اس وقت سے لے کر قیامت تک اس کو یہی اجر ملتا رہے گا جیسے کہ وہ پہرہ دے ہی رہا ہے ہر وقت !

تو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز پڑھا دی پھر تشریف لے گئے جنازے میں ساتھ ساتھ حتیٰ کہ تدفین میں شرکت فرمائی پھر مٹی ڈالی ! تو ایسے اعمال جو بظاہر غلط ہوں تو ان کی وجہ ان سے پوچھی جائے تو وہ درست ہو سکتے ہیں اور علماء، اکابر، بزرگوں کے بہت قصے آپ نے دیکھے ہوں گے سنے ہوں گے کہ بظاہر وہ غلط تھے لیکن جب وجہ پوچھی گئی تو وجہ نکل آئی، وجہ نکل آئی تو غلط نہیں رہا ! ! تو ایسی چیزیں جو ہوتی ہیں ان سے فیصلہ کر لینا اور ذہن میں ایک نتیجہ بٹھا لینا کہ یہ خراب ہی تھا خراب ہی رہا اور خراب ہی رہے گا یہ نہیں ہونا چاہیے ! پھر آپ نے فرمایا تمہارے ساتھیوں کا خیال یہ ہے تم جہنمی ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم جنتی ہو ! ! تو حقیقت جو تھی وہ یہ تھی کہ وہ فاجر نہیں تھا غلط کام اس سے ہوئے تھے مگر ان کی وجہ ضرور کوئی تھی اور (بعض اوقات) اس کی وجہ کا علم دوسروں کو نہیں ہوتا اور انہوں نے پوچھا بھی نہیں ہوگا (ان صحابی سے) کہ اس کی کیا وجہ ہے ؟ بس خیال فرما لیا کہ ایسا ہوگا !

البتہ جناب رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، صحیح باتوں کا پتہ اللہ کے رسول ﷺ کے فرمانے سے چل سکتا ہے ! !

بدگمانی سے بچنے کا حل :

پھر آپ نے آئندہ کے لیے تعلیم دی کہ دیکھو اگر کسی کو ایسی چیزیں نظر آئیں کسی میں تو پھر صحیح حل یہ ہے کہ اس سے پوچھ لیا جائے کہ اس کی کیا وجہ ہے ؟ تا کہ بدگمانی قائم نہ ہو، کیونکہ تم سے پوچھ نہیں ہوگی کہ فلاں کا عمل دیکھا تھا فلاں کا کیا حال تھا اور فلاں کا کیا حال تھا ؟ بہت سے بہت یہ ہے کہ تم ایک دفعہ اسے سمجھا دو کہہ دو، جب تم نے کہہ دیا ایک دفعہ، بس فارغ ہو گئے پھر تم سے پوچھا بھی نہیں جائے گا کیونکہ فرض تم نے ادا کر دیا تبلیغ کا ! ایک دفعہ کہنا ضروری ہے یہ فرض ہے، اس کے بعد اگر کوئی نہیں کرتا کام پھر تمہارے ذمہ نہیں رہا اور ممکن ہے کہ تم اسے تبلیغ کرو اور بتاؤ اسے اور وہ بتائے کہ بھائی مجھے پتہ ہے اس مسئلہ کا مگر وجہ یہ ہے، وجہ ہی نکل آئے، تو تم سے لوگوں کے بارے میں سوال نہیں وَلٰکِنْ تُسْئَلُ عَنِ الْفِطْرَةِ ہاں تم اپنے ایمان اپنے اسلام پر قائم رہو، اس کے بارے میں سوال ہوگا اپنے آپ کو دیکھو !

یہ ہے دور وہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعلیم (اور تربیت) حاصل کرنے کا تھا اور پھر اپنا زمانہ جب آیا تو پھر ان کا حال عجیب تھا وہ اپنے بارے میں ڈرتے رہتے تھے پتا نہیں میرا کیا حال ہوگا کیا حشر ہوگا وغیرہ وغیرہ، بالکل اپنے ہی اوپر نظر رہ گئی، اس تعلیم کا اثر یہ ہوا ! ! اور جس کسی کو دیکھتے تھے غلط کام کرتے ہوئے تو ٹوک دیتے تھے صحیح بات بتا دیتے تھے ! ! وفات کے وقت تک یہی کیفیت رہی، اس کی تفصیل کسی وقت کسی اور جگہ آئے گی ان شاء اللہ ! ! !

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جناب رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، اسلام پر استقامت دے اور آخرت میں آپ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین ! اختتامی دعا.............

(مطبوعہ ماہنامہ انوارِ مدینہ مئی ۱۹۹۴)